نظرات

فرقہ وارانہ فسادات کو اب ہم اہلِ ہندوستان نے اپنی زندگی کا ایک مستقل عنوان سمجھ کر ان کے ساتھ ایک خاموش سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اب حکومت ہند، یا سماج کے با اثر طبقہ کو کسی بھی طرح کے فساد پر کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی، بلکہ اسے زندگی کا ایک مضمون سمجھا جاتا ہے۔ عدم تشدد اور اہنسا کے علم بردار اس ملک میں تشدد اور خونریزی کے ساتھ یہ خاموش سمجھوتہ ماہرین نفسیات کے لئے تحقیق کا ایک موضوع بن سکتا ہے۔ دراصل تشدد اس وقت تک تو جذبات انگیز اور تشویش کا موجب رہتا ہے۔ لیکن جب ایک ہی طرح کے واقعات تسلسل کے ساتھ سامنے آئیں تو انھیں پھر قدرتی قاعدہ کے مطابق، زندگی کے ایک معمول کے طور پر قبول کر لیا جاتا ہے۔ ——— ہندوستان میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں فرقہ وارانہ فسادات کی جو قیامت آئی تھی اس نے بھیانک تشدد کا راستہ کھول دیا تھا۔ اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے فرقہ وارانہ فسادات ہوتے رہے۔ اور ان فسادات میں اکثر کیسوں میں اقلیت ہی

نشانہ بنتی رہی، سماج کا ہوشمند، ذی شعور اور با اثر طبقہ اور ایڈمنسٹریشن نہیں روک سکنے میں ناکام رہا۔ آزاد ہندوستان کی ۴۲ سالہ زندگی میں ایک نہیں، دو نہیں، چار ہزار سے زائد فسادات ریکارڈ میں ہیں، ان میں جبل پور، احمد آباد، میرٹھ، ملیانہ، ہاشم پورہ، اور جمشید پور کے خونی فسادات سرفہرست ہیں۔ مجموعی طور پر ان میں ناقابل شمار جانی و مالی نقصانات ہوئے۔ فرقہ وارانہ تشدد کے ایسے ایسے انسانیت سوز واقعات سامنے آئے۔ جو مہذب انسانوں کے لئے شرمناک ہیں۔ لیکن ہم نے کبھی اس مسئلہ کا حل نکالنے کی کوشش نہیں کی۔ حکومت کا پہلا کام عوام کو جان و مال کا تحفظ دینا ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں حکومت نے کسی بھی صورت میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

فرقہ وارانہ فسادات کے اس تسلسل نے ہندوستانی عوام اور حکومت کو تشدد سے سمجھوتہ کرنا سکھایا۔ اس سمجھوتہ کا نتیجہ کیا نکلا۔ تشدد کینسر کی طرح ہندوستانی سماج کی رگ و پے میں پھیلتا چلا گیا۔ اور آج صورت حال یہ ہے کہ ملک میں ایک نہیں دو نہیں کئی تشدد زدہ علاقے ابھر آئے ہیں۔

پنجاب میں کوئی دن خالی نہیں جاتا۔ جب وہاں دس بارہ بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ نہ اتار دیا جاتا ہو۔

وادی فردوس میں کشمیر میں تشدد کی تیغ لہرائی ہے۔ اور اب یہ بھی مستقل شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔ ادھر شمال مشرقی ہند میں ایک درجن انتہا پسند تنظیمیں، تشدد اور مسلح بغاوت کی علم بردار ہیں۔

ابھری ہیں۔ ان میں گورکھا لینڈ بوڈو لینڈ کے حامی اور دیگر انتہا پسندانہ عزائم رکھنے والی تنظیمیں شامل ہیں۔ یہ بھی ہلاکت انگیزی میں کسی سے کم نہیں۔

نقطۂ آغاز یہ تھا کہ ہم نے بدترین قسم کے فرقہ وارانہ فسادات کو برداشت کیا۔ ان پر فوری کارروائی نہیں کی۔ فرقہ پرست عناصر کو ڈھیل دی۔ انہیں آہنی ہاتھ سے کچل کر نہیں رکھ دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خون کی پیاس بڑھتی رہی۔ اور جب خون کی پیاس بڑھتی ہے تو وہ نہ اپنوں کو نہ پرایوں کو، نہ گنہگار کو نہ بے گناہ کو دیکھتی ہے۔ بلکہ جو بھی سامنے آتا ہے۔ اس کا صفایا کرکے رکھ دیتی ہے۔ اسی ڈھیل کا براہ راست نتیجہ ملک میں سیاسی تشدد کی شکل میں نکلا۔ انتہا پسندی نے جنم لیا۔ اور نکسلی تحریک وجود میں آئی ——— کاش تشدد کو شروع ہی میں کچل دیا جاتا۔ آج یہ سب لعنتیں موجود نہ ہوتیں۔!

حال ہی میں اندور، ہلو، بمبئی، اور جھریا (بہار) میں جو فسادات ہوئے۔ ان سے ایک بار باشعور طبقہ اور حکمرانوں کے سامنے یہ مسئلہ آکھڑا ہوا ہے کہ آیا یہ سب کچھ ہمارے قابو سے باہر ہے؟ کیا ہم اپنے ہی ملک کا ایڈمنسٹریشن چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ یوں تو دور دور تک ہمارے جمہوری نظام اور سیاسی تدبّر کا شہرہ ہے۔ لیکن خود ہمارے ملک کے اندر ہماری یہ حالت ہے کہ ہم شرارت پسند عناصر اور خونریزی قتل و غارت گری پر یقین رکھنے والی تنظیموں پر قابو نہیں پا سکتے۔ حالیہ فسادات کے لئے کافی دنوں سے زمین تیار

کی جا رہی تھی۔ بابری مسجد، رام جنم بھومی کے نام پر وشو ہندو پریشد اور دیگر فرقہ پرست تنظیموں کو جلوس نکالنے، آدھار شیلا پوجن کے فریب چلاتے، اور ایودھیا میں ۸ نومبر کو جنم بھومی کا سنگِ بنیاد رکھنے کا بار بار اعلان کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس پروپیگنڈے کا فطرتی اور منطقی نتیجہ فرقہ وارانہ فسادات کی شکل میں نکلا۔ ادھر کچھ سیاسی پارٹیاں خصوصاً بھارتیہ جنتا پارٹی اس کو انتخابی مسئلہ بنا کر آئندہ چناؤ میں اپنی کامیابی کے امکانات روشن کرنا چاہتی ہیں۔

اس صورت میں تو حکومت ہند کو تو اور بھی چوکنا ہونا چاہئے تھا لیکن فسادات ہو کر رہے۔ اور حکومت ہند انہیں بروقت روکنے میں ناکام رہی۔

اب جب اس چناؤ کا مرحلہ درپیش ہے۔ حکومت کو اور بھی زیادہ چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ کچھ سیاسی پارٹیاں پوری طرح اس کوشش میں ہیں کہ فرقہ وارانہ جذبات کو زیادہ سے زیادہ ہوا دی جائے۔ اور ہر ذریعہ سے خواہ جائز ہو یا ناجائز چناؤ جیتے جائیں۔ اس سلسلہ میں حکومت ہند کو فوری طور پر قومی یکجہتی کونسل کا اجلاس بلا کر اہم فیصلے کرنے چاہئیں بصورت دیگر خطرہ کی تلوار سر پر لٹکتی رہے گی۔